رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُل اِنَّ الفضلَ بیدِ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یَّشَاءُ ط واللّٰہُ واسِعٌ عَلِیمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسیٰ اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

انکفر خلفاء النبیّ تجاسروا
وان کنت قد ساءنک امر خلافۃ
فباذنہ قد وقع ما کان واقعاً
وما استخلف اللّٰہ العلیم کذا اھل
وقضیت امور بخلافۃ موعودۃ

اتلعن من ھو مثل بدر منور
تحارب ملیکا اجتباھم کمشتر
فلا تبتک ید ظھور قد رمقدر
وما کان رب الکائنات لمھتو
وفی ذاک آیات لقلب مفکر

(مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

اور باقی تمام خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو۔

چندہ غیر ممالک سے ۱۲ ؏

الفضل

مقامی چندہ للعہ

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

جلد ۲ | مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۱۴ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۳۲ھ | نمبر ۱۶

مدینۃ المسیح

(ا) حضرت ابن المہدی خلیفۃ ثانی بخیر و عافیت ہیں۔

(ب) نبی زادہ میرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت عرصہ سے علیل چلی آتی تھی۔ آپ بہ صحابت مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر و بھائی عبدالرحیم صاحب تبدیلی آب و ہوا کے لئے کشمیر تشریف لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو بخیر و عافیت رکھے اور کامیاب و کامران واپس لائے

(ج) مالابار سے مولوی احمد صاحب نے دو سو آدمی کا نام (مبایعین) کا بھیجا ہے* اور ایک عربی قصیدہ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ٭

(۱) محمد شفیع بی-اے کلاس علیگڈھ (۷) شیخ مولا بخش۔ لائل پور
(۲) مولوی صدرالدین صاحب ڈیرہ نانک (۸) علی شیر دیو بنجا لنصاحب تحصیل نواں شہر
(۳) شمس الدین۔ پریم کوٹ (۹) نور محمد خانصاحب مچھلی بندر (مدراس)
(۴) عبدالمجید صاحب جالندھر (۱۰) میر حسین دامیر احمد۔ علی پور (ملتان)
(۵) سعادت علی صاحب بیرم پور (۱۱) بدرالدین کلانور۔
(۶) حافظ محمد امین صاحب چکوال۔ (۱۲) حکیم فتح محمد صاحب پنڈدری۔
(۱۳) سید ناظر حسین تحصیل کھرڑ (انبالہ)

تازہ خبریں

(بکارسٹ ۱۹۔ جولائی) سرحد رومانیا کی خونریز لڑائی میں پانچ بلغاری سپاہی کام آئے۔

(وکٹوریہ ۱۹۔ جولائی) ونکوور کی مسلح پولیس کے ایک سو سے زائد سپاہیوں کو جنھوں نے جہاز کو ہانگ کانگ بھیجنے کی کوشش کی تھی کماگاٹامارو کے مسافروں نے زدوکوب کیا۔ پولیس کے کچھ سپاہی اور افسر جہاز سے پتھر وغیرہ پھینکے جانے سے مجروح ہوئے۔

(اوٹاوہ ۲۰۔ جولائی) گورنمنٹ نے کمانڈر کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ جہاز کماگاٹامارو کے مسافروں کو راہ پر لانے کے لئے ایک دستہ جہاز مذکور پر پہنچے۔ مسافران جہاز امپرس آف جاپان میں سوار کرا کے خارج کئے جائیں گے۔ جو پنجشنبہ کو روانہ ہوگا ٭

(لنڈن ۱۸۔ جولائی) ملک معظم جارج پنجم اور پرنس آف ویلز کے پورٹسموتھ میں پہنچنے پر بڑے تپاک سے انکا استقبال ہوا ٭

مسٹر چرچل سر ایڈورڈ گرے مسٹر ہارکوٹ اور مارکوئیس آف کریو السٹر کو ہوم رول سے بالکل خارج کر دینے کے موید ہیں۔ دوسری طرف مسٹر

اسکوئیتھ اور مسٹر لائڈ جارج اس کے خلاف مجلس وزراء میں غلبہ رکھتے ہیں

مسٹر الیف رائینس نے ریاست ڈامراؤں کے حصول میں مہاراجہ (دیدعا علیہ) کو امداد دینے کے معاوضہ میں ۶ لاکھ روپے کا دعویٰ دائر کر رکھا ہے ٭

کراچی میں پلیگ کے تین کیس ہو جانے کی وجہ سے گورنمنٹ بمبئی نے زائروں کو بصرہ کا پروانہ راہداری دیا جانا سر دست بند کر دیا ہے

شمالی ہندوستان کو چھوڑ کر باقی ہر جگہ اچھی بارش ہو گئی ہے

جام نگر سے بجانب کچھ ایک کشتی جا رہی تھی۔ اس میں ۲۰ مسافر اور قدرے سامان تھا۔ غرق ہو گئی ٭

پریذیڈنٹ آریہ سماج گوروکل کانگڑی نے وائسرائے اور لفٹنٹ گورنر پنجاب کو تار دیا ہے۔ کہ رونق رام دیشمبر دت کو جو آریہ سماج کے سرگرم کارکن ہیں۔ ناجائز طور پر بلا وارنٹ برنالہ (پٹیالہ) میں گرفتار کر لیا گیا ہے برٹش گورنمنٹ کو اس میں مداخلت کر کے باقاعدہ تحقیقات کی ہدایت کرنی چاہئے

نواب صاحب ڈھاکہ نے علماء دیوبند کے وفد کو مبلغ ۵ ہزار دو سو اسی روپے نقد اور ۲۰ تولہ کا طلائی ہار دیا ٭

صوبجات متحدہ میں ۴۳ ۱۸۵ اشخاص امدادی کار پر ہیں اب

باہتمام منشی غلام رسول صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کیلئے شائع ہوا

الاخبار والآراء

سیلاب عظیم دریائے بیاس

ایک منکر عنیہ جو مسیح موعود کی پیشگوئی پر معترض ہے۔ ان الفاظ میں اخبار عام مورخہ ۱۸۔ جولائی کے ذریعہ اس سیلاب عظیم کے عذاب ہونے کا مترشح ہے

۴۰ برس کے عرصہ میں ایسا سیلاب عظیم کبھی نہیں آیا۔ اور نہ کبھی اسقدر اتلاف جان و مال ہوا۔ اس ناگہانی سیلاب نے ہزاروں انسان اور لاکھوں مویشیوں و جنگلی جانوروں کو ضائع کردیا۔ سانپوں اور دیگر حشرات الارض کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہ سمجھو کہ کسقدر پہاڑی علاقوں سے بہ کر شیبی حصص دریا میں آرہے ہیں کوئی تیرنے والی لکڑی ایسی نہ تھی۔ کہ جس پر سانپوں اور اژدہوں کا قصبہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے انسان جو دم توڑتے ہوئے کسی شہتیری کا سہارا ڈھونڈتے تھے۔ تو ان کو سانپوں کے طفیل تباہی کا سامنا ہوتا تھا۔ جہاں تک سنا جاتا ہے۔ اس سے یہی پایا جاتا ہے کہ بیشمار انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ بہت سے انسان تو دریا کے قرب و جوار کی زراعتوں میں کام کرتے ہوئے مبتلائے سیلاب ہوگئے۔ اور بعض دیہات میں جو بجد پانی چڑھ آیا۔ تو ان کے باشندوں کو جان کے لالے پڑگئے۔ اور وہ بے حواس ہوکر ادہر ادہر بھاگنے لگے۔ مگر موت نے آخر اپنا کام پورا کیا۔ اور ان بیچاروں کی ہڈیاں ویرانوں میں پھینکیں۔

اب اس اقرار کو پڑھکر خود اسی کے قلم سے یہ اعتراض اٹھ گیا ہے۔ کہ حضرت صاحب کی پیشگوئی گول مول تھی۔ کیونکہ وہ مانتا ہے کہ چالیس سال میں ایسا سیلاب نہیں آیا۔ اور یہی عذاب اور پیشگوئی کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔ یوں تو جنگ دنیا میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم سے جنگ کافروں کے لئے عذاب قرار پایا۔ کیونکہ یہ پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوا۔ پس قبل از وقت پیشگوئی اور غیر معمولی طور پر کسی مصیبت کا ظہور ہی کیلئے نشان بن جاتا ہے۔ اگر ایسی پیشگوئی اور کوئی کرسکتا ہے تو پہر کرکے دکھائے۔

اخبارات کی رپورٹ

سنہ ۱۸۸۰ء میں ۷۵۱ مطبع قایم تھے۔ اور ۴۲۸ ۱۳ اخبارات اور ۲۲۳ رسالے شائع ہوتے تھے۔ سنہ ۱۹۱۲-۱۳ء میں مطابع کی تعداد ۲۷۸۲ تک پہنچ گئی۔ اور ۳۷۶ اخبار اور ۳۲۹ رسالے چھپنے لگے۔ اسی سال میں ۱۸۶۶ کتابیں انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں اور ۹۶۵۱ دیسی زبانوں میں شائع ہوئیں صوبہ بنگال میں قدرتا سب سے زیادہ تعداد میں یعنی ۲۶۴۲ کتابیں چھاپی گئیں۔ پنجاب میں ۱۵۳۲ کتابیں شائع ہوئیں اخبارات کی اشاعت کے لحاظ سے صوبجات متحدہ کا نمبر اول درجہ پر ہے۔ اور اس کے بعد بمبئی۔ بنگال۔ مدراس اور پنجاب کا نمبر آتا ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں قانون مطابع پاس ہونے کے بعد سے اخبارات کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۹-۱۰ء کی اخبارات کی تعداد ۷۲۶ تھی۔ اور اس کے بعد سال میں ۶۵۸ اور پہر ۶۵۶ رہ گئی۔ البتہ سال زیر رپورٹ میں یہ تعداد پہر بڑھ کر ۶۷۳ تک پہنچ گئی۔ یہ کمی سب سے زیادہ پنجاب میں واقعہ ہوئی۔

آریہ سماج مونگھیر کی شکست

کچھ دنوں سے آریہ سماج کے ایک لکچرار پنڈت گنگا سہائے صاحب مونگھیر میں آئے ہوئے ہیں۔ اور مختلف محلوں اور مقاموں میں لکچر دیا کرتے ہیں۔ دوران تقریر میں انھوں نے اسلام پر بھی اعتراضات کئے۔ جسپر وہاں کے مسلمان انجمن احمدیہ مونگھیر کے سکرٹری جناب حکیم خلیل احمد صاحب احمدی کے پاس آکر ملتجی ہوئے۔ کہ آپ چلئے۔ جواب دیجئے۔ چنانچہ حکیم صاحب موصوف تشریف لے گئے۔ اور یہ بات قرار پائی۔ کہ ۱۵۔ جولائی کی شام کو حکیم صاحب کو موقعہ دیا جائیگا۔ چنانچہ ۱۵۔ جولائی کی شام کو حکیم صاحب نے اپنی تقریر میں پنڈت صاحب کے کل اعتراضات کا مدلل اور مکمل جوابدیا۔ اور جواب کے ذیل میں ضرورت سلسلہ انبیاء اور نبوت حضرۃ محمد مصطفیٰ احمد مجتبےٰ فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت میں ایک پرجوش تقریر کی۔ اچھا اثر ہوا۔ پنڈت صاحب نے بھی تقریر کی مگر حکیم صاحب کے کسی جواب کی تردید نہ کرسکے۔ بعض باتیں اپنے دل سے گھڑ کر حکیم صاحب کیطرف منسوب کیں اور نئے اعتراض اپنی باتوں پر جڑ دیئے۔ پبلک کو سخت نفرت ہوئی۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ ۱۶۔ جولائی کو پہلے سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ جو اندازاً پندرہ سولہ سو سے کم نہ ہونگے بابو بنارسی پرشاد صاحب چودہری رئیس شہر کے ہال میں آنا فاناً جلسہ کا انتظام ہوگیا۔ حکیم صاحب نے پہر اپنے دلائل اور براہین اس طرح پیش کئے۔ کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔ آنحضرت صلعم کی نبوت اور قرآن کریم کی صداقت کے دلایل قرآن کریم ہی سے ایسے عمدہ پیرائے میں بیان فرمائے کہ لوگوں کے دل باغ باغ ہوگئے۔ اور سنو! سنو! Hear! Hear! اور جزاک اللہ اور مرحبا کی صدائیں چاروں طرف سے آنے لگیں۔ اور اسلام کی بین فتح کا منظر آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ پنڈت جی پہر بادل ناخواستہ جواب کے لئے اٹھے۔ اور بڑی ڈھٹائی کیساتھ ایک دو بات اپنی طرف سے حکیم صاحب موصوف کیطرف پہر کل کیطرح منسوب کرکے دراصل جواب کا جواب دیئے بغیر دو چار نئے اعتراضات کرکے اپنے وقت کے اندر ہی بیٹھ رہے۔ ان نئے اعتراضوں پر حکیم صاحب نے پریسیڈنٹ صاحب سے عرض کی۔ کہ ان اعتراضات کے پیش کرنے کا پنڈت جی کو حق نہیں تہا۔ اور اگر انہوں نے پیش کئے تو انکا جواب بھی سن لینا چاہیے۔ مگر پنڈت جی اور آریہ پارٹی نے منظور نہ کیا۔ پہر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ جسطرح ان کے پیش کردہ اعتراضات کا جواب ہم نے دیا ہے اسیطرح ہم بھی

(بقیہ از خطبہ جمعہ صفحہ نمبر ۸ -)

اگر نہیں تو منہ سے ورنہ دل ہی میں اسی کو برا مناتے۔ یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ پس تم کسی کی پرواہ مت کرو۔ اور کوئی بات بری دیکھو۔ تو اس سے روک دو۔ اور حافظین لحدود اللہ ہو جاؤ۔ پولیس مینوں کیطرح لوگوں کو برائی سے روکو!

دین پر قایم ہو جاؤ

ایک یہ ہیں تو تم سٹیشنوں پر کروگے ایک یہ یہاں بھی کرتے جاؤ سٹیشنوں پر تو تمھیں کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔ تم اسراف سے کام نہ لینا بیعین بیشک کرو۔ اس سے ہم منع نہیں کرتے۔ لیکن اسراف سے بچنا۔ تم لوگوں کے لئے نمونہ بننا انکی توجہ تمہاری طرف ہے۔ وہ دیکھیں گے۔ تم کیا سیکھ کر آئے ہو تم ان کیلئے ٹھوکر کا باعث نہ ہو جاؤ۔ اپنے گھروں کے فسادوں کو دور کرو۔ اور دین کیلئے اپنے اندر خاص جوش رکھو۔ بچپن میں تم سیکھ لو۔ اور بچپن میں کام کرو۔ تاکہ بڑے ہوکر تمہیں کوئی مشکل نہ پڑے۔ اور بچپن میں ہی نماز روزہ صدقہ و زکوۃ کی عادت ڈالو۔ تاکہ بڑے ہوکر تمکو تکلیف نہ ہو۔ مینے دیکھا ہے جو چھوٹے ہونے کیحالت میں نماز نہیں پڑھتے۔ وہ بڑے ہوکر نماز میں پاؤں کو سیدھا نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ وہ بچپن کی وجہ ہی ہے کہ انکو عادت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہاں موقعہ دیا ہے کہ تم نیک کام کو سیکھو۔ دنیا کے پیچھے گنہگار یا ملزم نہیں۔ ان کو موقع نہیں ملا۔ لیکن تم الزام کے نیچے ہو۔ اور تم مجرم ہو۔ کیونکہ تم سن چکے ہو۔ اور تمہیں تعلیم دیگئی ہے۔ تم اپنی اصلاح اسی وقت کرو۔ چھوٹا پودا جو ابھی اگا ہی ہو اسے بچہ بھی اپنی انگلی پر لپیٹ سکتا ہے۔ لیکن وہی جب درخت بنجاوے اور بڑا درخت ہوجاوے۔ تو اس کو اکھیڑنا مشکل ہے تم ابھی سے اپنے دلوں میں دین کی تعلیم بٹھا لو اسوقت جو تعلیم تم سنتے ہو اسے دہن نشین کرلو اور اسپر عمل کرو

دعا خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔ تم دین کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ اور جو تم نے سیکھا ہے۔ اسمیں سے خرچ کرکے ترقی کرو۔ ایک چیز کو انسان خرچ کرتا ہے تو وہ چیز بڑھتی ہے۔ تم دین کو لوگوں کو سکھاؤ۔ تم خیریت سے جاؤ۔ اور خیریت کے ساتھ اپنے گھروں میں رہو۔ اور گھر والے تمکو اور تم انکو خیریت سے دیکھو۔ پھر اسمیں جو تم نے سیکھا ہوا ہے ترقی کرکے مع النجیر یہاں واپس آؤ۔ اور اس سے آگے آکر سیکھو۔

(آمین ثم آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان ۔ دار الامان ۔ ۲۳ ۔ جولائی ۱۹۱۴ء

عورت پر اسلام کا احسان

دنیا جسقدر ترقی کریگی ۔ علوم کی جسقدر زیادہ اشاعت ہوگی ۔ مذاہب کی جانچ و پڑتال کا دائرہ جسقدر وسعت پکڑیگا ۔ اسی قدر شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزت کا سکہ اور آپکے عمیم الاحسان اور رحمت اللعالمین ہونے کا تیقّن محققین و علماء کے قلوب میں جاگزیں ہوگا ۔ پانی پت کے زمانہ شناس شاعر نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا خوب کہا ہے ۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا
غریبوں کا ملجا امیروں کا مادا

اب ان غریبوں میں سے اگر فرقہ اناث کو ہی لے لیا جائے ۔ اور اسلام سے ماقبل اور مابعد کے حالات پر نظر کی جائے ۔ اور مذاہب عالم کی کتب مقدسہ کی اوراق گردانی کرکے حقوق نسوان کا مطالعہ کیا جائے ۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے ۔ کہ آدم کی پسلی ۔ ابن آدم کی ماں ۔ بیٹی یا بہن کا شمار قبل از اسلام غُربا کی ادنیٰ جماعت میں تھا ۔

مغرب کا مسیحی مبشّر جو دین الحق پر محض تعصب اور کمائی کیلئے زبان طعن دراز کرتا ہے ۔ اسکے مذہب نے حوّا کی بیٹیوں کا درجہ ادنیٰ ترین مخلوق کے مساوی رکھا ہے ۔ اور یسوعی آبا یئن نے اس کمزور جنس کو نہ صرف نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور نا ملائم الفاظ کے تیروں کا ہدف بنایا ہے ۔ بلکہ ان کو تو یہ بھی شک پیدا ہوا ہے ۔ کہ آیا عورت میں روح بھی ہے یا نہیں ؟

مغربی تعلیم یافتہ خواتین اگرچہ اسلام کی پاک تعلیم سے ہنوز ناواقف ہیں ۔ لیکن پولوس کے مذہب سے رفتہ رفتہ ان کو واقفیت ہو رہی ہے اور ان کا ایک طبقہ حقوق طلب عورتوں کی شکل میں یسوع کے مرّوجہ مذہب کی غلامی سے آزاد ہو رہا ہے ۔ اور ان کو جہاں کہیں موقعہ ملتا ہے ۔ وہیں وہ گرجا گھر کی دیواروں کو گرانے قربان گاہ کو بگاڑنے اور یسوعی عبادت گاہ کی سب سے بڑی زینت یعنی ارگن باجے کی مرمت کرنے میں عورتیں ہو کر ہمت مردانہ دکھاتی ہیں ۔ یہ کیوں ؟ اسلئے کہ مسیحی کتب میں وہ مقصد ذیل دل شکن اور غیر منصفانہ تعلیم کا مطالعہ کرتی ہیں ۔ اور دیکھتی ہیں کہ مقدسین مسیحت فرماتے ہیں ۔

"جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے ۔ ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں" ۔ (افیسون ۵ ۔ ۲۴ و ۲۲)

عورت کو چُپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیئے ۔ اور میں اجازت نہیں دیتا ۔ کہ عورت سکھائے ۔ یا مرد پر حکم چلائے ۔ بلکہ چُپ چاپ رہے کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا ۔ اسکے بعد حوا اور آدم نے فریب نہیں کھایا ۔ بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی ۔ (تمطاؤس ۱ : ۱۱ ۔ ۱۴)

بیوی اس بات کا خیال رکھے ۔ کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے (افیسون ۵ ۔ ۳۳)

انشاء اللہ وہ دن دور نہیں ۔ جب مغرب کی فہیم و ذکی خواتین قرآن پاک میں سے ولہن مثل الذی علیہن یعنی شوہروں پر بھی . . . بیویوں کے متعلق ایسے ہی فرائض عائد ہوتے جیسے کہ بیویوں پر شوہروں کے متعلق ہیں" کا جائز حریت و مساوات سے مملو اور نہایت پاک ارشاد مطالعہ کرلینگی ۔ اور نورِ اسلام سے منور ہونگی ۔

اور ہاں ان کی خفگی کے سمند پر ایک اور تازیانہ لگتا ہے جب گرجا کے مقدس ولیوں کے اقوال پر ایک نظر ڈال کر دیکھتی ہیں ۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے عورت ذات کی نسبت تیج لکھے ہوئے فتاویٰ آجاتے ہیں ۔

سینٹ برنارڈ فرماتے ہیں ۔ "عورت شیطان کا آلہ ہے" ۔
سینٹ انیٹونی کا قول ہے ۔ "عورت شیطان کے شروں کا سرچشمہ ہے اس کی آواز افعی کی پھنکار ہے" ۔

سینٹ بونا ونطور کا ارشاد ہے "عورت ایک بچھو ہے جو ہر وقت ڈنگ مارنے کو تیار رہتی ہے ۔ اور ارواح خبیثہ کا بھالا ہے" ۔

مقدس سائیپرین فرماتے ہیں" عورت وہ ہتھیار ہے ۔ جسکا استعمال شیطان ہمارے نفس پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے کیا کرتا ہے" ۔

مقدس پروی کا قول ہے ۔ "عورت شیطان کا دروازہ گناہ کا راستہ اور بچھو کا ڈنک ہے" ۔

مقدس یوحنا و مباجیس کی رائے ہیں" عورت باطل کی بیٹی دوزخ کی چوبدار ۔ سلامتی کی دشمن ہے ۔ اسی کی بدولت آدم کا بہشت سے خروج ہوا" ۔

مقدس یوحنا خریسوسطوم کی رائے ہے ۔ "کہ عورت ہی کے ذریعہ شیطان کو کامیابی ہوئی ۔ اسی کے ذریعہ بہشت سے خروج ہوا ۔ تمام وحشی حیوانوں میں سے نہایت خطرناک عورت ہے" ۔

مقدس گریگوری اعظم فرماتے ہیں" عورت افعی کا زہر اور اژدگر کا شر ہے" ۔

اب ان خطرناک بے دردانہ فتووں سے جو خفگی و ناراضگی کا طوفان طبقہ نسوان کے قلوب میں موجزن ہوگا ۔ اس کا فرو کرنا اگر کسی پاک تعلیم کی بدولت ممکن ہو سکتا ہے ۔ تو وہ قرآن پاک کی تعلیم کہ ھُنّ لباس لکم و انتم لباس لھن ۔ یعنی عورتیں افعی کا زہر شیطان کا آلہ نہیں ۔ بلکہ وہ تمہارا لباس اور تم ان کا لباس ہو ۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عورتیں تمہاری پسلی ہیں اسکے سوا اور کوئی نہیں ۔

پس کون ہے ؟ جو یسوعی مذہب کی انصاف سے معرا تعلیم کے مقابل محمدؐ رسول اللہ کے رحم مجسم اور عمیم الاحسان وجود کا قائل نہ ہو اور شریعت غرائے اسلام کی فضیلت کا معترف ہو ۔

ہاں ممکن ہے ۔ کہ وید کا والا قدیم ہندوستان کی معروضہ تعلیم و تعلّم کا گرویدہ بھارت ورش کے خیالی سپوتوں کے ظنّی کارناموں کا شیدا ہمارا نئی روشنی کا آریہ بھائی کہدے ۔ کہ ہمارے ہاں فرقہ اناث کے حقوق کو زیادہ عمدگی اور خوبی سے بیان کیا گیا ہے ۔ لیکن میں کہونگا کہ واقعات اس دعویٰ کی تکذیب اس ادعا کی تردید کرتے ہیں ۔

چنانچہ آریہ ورت کے مشہور واضع قوانین منوجی مہاراج اپنے دھرم شاستر میں استریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ "بدفعلی کرنا عورتوں کی عادت ہے ۔ یہ وید میں پہلے لکھا ہے" ۔ (منو ادھیائے ۹ شلوک ۹)

عورت اپنی بدکرداری و تلون و بیوفائی و عادات ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے" ۔ (ادھیائے ۹ ۔ شلوک ۱۵)

"عورتوں کی کریا منتروں سے نہیں ہے ۔ یہ دھرم میں داخل ہے اندری اور منتر ان دونوں سے عورت علیحدہ ہے ۔ دروغ کی مانند نامبارک ہے" ۔ یہ شاستر کا حکم ہے" ۔
(ادھیائے ۹ شلوک ۱۸)

لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کرے کیونکہ عورتیں خود مختار ہونے کے لائق نہیں ۔ (ادھیائے ۹ شلوک ۳)

"عورتیں صورت و عمر کو نہیں دیکھتی ہیں ۔ خوبصورت ہو یا بدصورت ہو ۔ لیکن مرد ہو ۔ اسی کو . . . . کرتی ہیں ۔ (منو ۹ ۔ ۱۴)

"حکم کرکے اچھے آدمی سے عورت گھر میں محفوظ کی گئی ۔ اس پر بھی محفوظ نہیں ہوتی ۔ (منو ۹ ۔ ۱۲)

اگر ہمارا کوئی باغیرت حریت پسند تو آریہ دوست فرمائے ۔ کہ یہ منوجی کا قول ہے ۔ بانئے آریہ سماج کی تعلیم نہیں ۔ تو ہم نوگ جیسی مخرب اخلاق اور فرقہ نسوان کے حق میں ذلیل ترین تعلیم کا حوالہ دینے

کے بغیر سوامی جی مہاراج کی اپنی تحریر صفحہ ۱۰۳ ستیارتھ مطبوعہ ۱۹۰۸ء سے پیش کرتے ہیں۔ امید کہ ہمارے وہ آریہ بھائی جو لڑکیاں رکھتے ہیں۔ غور سے مطالعہ فرمائینگے وہ یہ ہے "نہ زرد رنگ والی نہ مرد سے زیادہ لمبی چوڑی یا زیادہ طاقتور نہ بیمار نہ وہ جس کے جسم پر بالکل بال نہ ہوں۔ نہ بہت بال والی نہ بکواس کرنے والی اور نہ بھوری آنکھ والی سے شادی کرنی چاہیئے۔ پھر اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں "ستاروں کے نام والی۔ تُلسیا۔ گیندا۔ گلابی۔ چمپا چمیلی پودوں کے نام والی۔ گنگا۔ جمنا وغیرہ ندی کے نام والی پنچ نام والی۔ بندھیا۔ ہمالیہ۔ پاربتی۔ پہاڑ نام والی کو کلا بینا پرند نام والی لڑکیوں کے ساتھ شادی نہ کرنی چاہیئے" اور اگر اس پر دیانندجی کی ذاتی رائے کا الزام ہو تو ملاحظہ ہو کہ وید میں عورت کی تعریف اس طرح کیگئی ہے "عمدہ عمدہ بیٹے پوتے بڑے بہادر بیٹے جننے والی دیوروں کی کامنا کرنے والی۔ اور خاوند یا دیور کو حاصل کرکے اس گھر کے اگنی ہوتر کی سیوا" کرنے والی۔ اتھروید کانڈ ۱۴ انواک ۲ منتر ۱۸۔ پھر اس کے علاوہ دوسری جگہ عورت کی تعریف سادہوؤں کی سیوا کرنے والی بھی آیا ہے۔

یہ ہے نمونہ قدیم آریہ ورت کا۔ اب کون ہے جو اس کتاب کی تعلیم اور اس نبی کی شریعت کا مقابلہ کرے جس میں عورتوں اور مردوں کے اعمال کا معاملہ یکساں ٹھہرا کر فرمایا ہے:۔ ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقنتین والقنتت ...... اجرا عظیما (احزاب آیۃ ۲۲ ع ۲۴)

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینیوالی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنیوالے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے انکے لئے بخشش اور بڑا بدلہ تیار کیا ہے۔" یہ ہے اسلام میں عورت کی حیثیت۔

یہ ہے فرق اناث پر محمد رسول اللہ کا احسان۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واصحابہ وخلفائہ اجمعین۔

دعوت الی الخیر

بنگال میں تبلیغ

مفتی صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کلکتہ ۱۲-۰۶-۱۹۱۴

بحضور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں دو روز سے طبیعت علیل ہے مگر ایک اخبار سے معلوم کرکے کہ ایک پادری صاحب کا لیکچر مسیح کی آمد ثانی پر ہے گرتا پڑتا وہاں پہونچا۔ بدیں امید کہ شاید اللہ تعالیٰ کے دین کی کوئی بات پیدا ہو جائے ٭

پادری صاحب کا لیکچر سنا۔ لیکچر کیا تھا۔ سراسر احمدیت کی تائید تھی۔ سب نشان پورے ہو گئے۔ بس مسیح آیا کہ آیا لیکچر کے خاتمہ پر میں نے مناسب جانا کہ معزز لیکچرار کا شکریہ کیا جاوے۔ اسواسطے میں نے کھڑے ہو کر سامعین کے سامنے لیکچرار کے لئے ووٹ آف تھینکس پروپوز کرتے ہوئے پیش گوئیوں کی صداقت کی عظمت پر زور دیا۔ اور یہ بھی بیان کر دیا کہ میں اب بات کو بھی قبول کرتا ہوں کہ آمد مسیح والی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور مسیح موعود آ گئے۔ ان کا نام احمد اور مقام قادیان ضلع گورداسپور ہے میری تجویز کو ایک بنگالی صاحب نے سیکنڈ کیا اور جلسہ ختم ہوا۔ ابھی میں ہال سے باہر نکلا نہ تھا کہ ایک صاحب جلدی سے میرے پاس آئے وہ اس جگہ کے مینیجر تھے ان سے معلوم ہوا کہ یہ کمرہ ایک امریکن نئے خیالات کی سوسائٹی کا ہے اور انھوں نے خود ہی درخواست کی کہ آپ بھی یہاں کسی دن لیکچر دیں۔ میں تو چاہتا ہی تھا میں نے انکی تجویز کو منظور کیا۔ ۱۷ جون بدھ کی شام کو ۷ بجے میرا لیکچر تجویز ہو کر اسی وقت اعلان کیا گیا۔ مضمون (سنو! ایک خدا کا نبی) میں نے لکھایا۔ میرے یہ کہنے پر کہ مسیح موعود آ گیا ہے بنگالیوں کو خاص توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اور اسی واسطے میرا لیکچر تجویز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے فضل سے سامان پیدا کر دیا ہے یہ حضور کی دعا اور توجہ کا نتیجہ ہے۔

درس قرآن روزانہ ہوتا ہے اور بعض لوگ ملاقات کے واسطے بھی آتے ہیں۔ کمرہ الگ لے لیا ہے اور مختصر سا فرنیچر کچھ خرید کر کچھ مانگ کر اس میں مہیا کر دیا گیا ہے ٭

ٹرام میں گفتگو۔ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ میں نے ٹرام کو ابتدائے گفتگو کے واسطے بہت موزوں پایا ہے کیونکہ اس میں لوگ فارغ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور عموماً متوجہ ہو جاتے ہیں یہاں گرمی زیادہ ہے۔ پنجاب میں اس سے زیادہ ہے مگر پہاڑ کے قریب نسبتاً آرام ہے جہاں میں رہتا ہوں وہ بھی پہاڑ کے قریب ہے قادیان آپ نے سنا ہوگا۔ جہاں مرزا غلام احمد صاحب ہوئے ہیں۔ اسطرح کوئی نہ کوئی ذریعہ گفتگو متعلق سلسلہ نکل آتا ہے اگر دیکھا کہ مخاطب کو میری باتوں میں دلچسپی پیدا ہوئی ہے تو جہاں اترنے کا ارادہ تھا وہاں نہ اترے اور نیا ٹکٹ خرید کر لیا اور اس کے اترنے کی جگہ جلد آ گئی تو خود بھی وہاں اتر کھڑے ہوئے تاکہ چند قدم اسکے ساتھ چلکر اور تبلیغ ہو سکے۔ غرض جس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ الٰہی سلسلہ کی خبر پہنچا دیجاتی ہے۔ آگے اللہ مالک ہے اور لوگوں کی قسمت

والسلام۔ خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کلکتہ ۱۴/۶/۱۶ - ۱۹ - مرشدنا ومہدینا حضرت فضل عمر خلیفہ برحق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک جرمن لیڈی نے ہفتہ میں دو دن ایک گھنٹہ فی روز پڑھانے کا وعدہ کیا ہے اور مبلغ عنہ ماہوار فیس مقرر ہوئی ہے مگر اس کا مکان بہت دور ہے یہاں اب درس اور لیکچرار اور ملاقاتوں کا سلسلہ بہت شروع ہو گیا ہے اس واسطے میرا خیال ہے کہ کیرنگ جانا یہاں سے واپسی کے ایام پر رکھا جائے۔ موسم برسات شروع ہو گیا ہے دن رات ابر رہتا ہے یہاں کا Drainage system کچھ ایسا ناقص ہے کہ نصف گھنٹہ کی متواتر بارش سے بازاروں میں گھٹنے ٹک پانی ہو جاتا ہے۔ سب ٹرام کار کھڑے ہو جاتے ہیں جو جہاں ہے، وہیں رکا رہتا ہے اور گھنٹوں کے بعد جاکر راستہ چلنے کے قابل ہوتا ہے + میاں معراج الدین صاحب بھی اگر دنیوی دہندوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے کام میں لگ جاویں تو اس کام کیواسطے موزوں ہیں + ابوبکر صاحب کا خط آیا ہے کہ وہ کلکتہ آئینگے

والسلام۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کلکتہ ۲۳/۶/۱۴

مرشدنا ومہدینا حضرت فضل عمر رہبر صادق ایدکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (۱) الہام وتائید ربانی سے رسالہ تبلیغ کا لکھنا مبارک ہو اس کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں ہو [illegible] (۲) [illegible] (۳) The messenger of the latter days [illegible] (۴) [illegible] محمد صادق [illegible]

حضرت صاحبزادہ اولو العزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سورۃ المزّمّل بقیہ رکوع اوّل

(گذشتہ سے پیوستہ)

یعنی لوگ دنیا کے کاموں میں اپنے فوائد کی غرض سے معمولی معمولی حکام سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ تو کیوں تم اس ہستی سے تعلق نہیں پیدا کرتے جو مشرق اور مغرب کا رب اور مالک ہے اور تمہارے جس قدر بھی کام ہیں وہ سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم اگر اس سے تعلق پیدا کرو گے تو تمہارے دنیاوی کام بھی سدھر جائینگے آج وہ زمانہ ہے جب کہ کہا جاتا ہے کہ مغرب مشرق کو کھا جائیگا۔ ایسٹ اینڈ ویسٹ کے تعلقات پر نظمیں بنائی گئی ہیں۔ اور اس مضمون پر لوگوں نے بڑی طبع آزمایاں کی ہیں کہ اب مشرق مغرب سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور مشرق ا کچلا جائیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں یہ خیال ہوگا کہ اہل مغرب دولت میں۔ تجارت میں۔ سیاست میں۔ روپیہ میں اور لڑائی کے سامانوں میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے اہل مشرق اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن آؤ اس کی تدبیر ہم تم کو بتائیں اور وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ تم فاتخذہ وکیلا اپنے رب کو کارساز سمجھکر اور اسی کا نام لے کر یعنی دین کو دنیا پر مقدم کر کے اپنا ہر ایک کام کرو۔ تجارتوں سے۔ کالج بنانے سے۔ صنعت و حرفت کو ترقی دینے سے تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ کامیابی کا کوئی ذریعہ ہو سکتے ہیں اگر کوئی ذریعہ کامیابی کا ہے۔ تو یہی کہ مغرب میں تین خدا مانے جاتے ہیں۔ لیکن تم لا الٰہ الا اللہ کہو۔ پس یہی تمہاری فتح کا گر ہے۔ اس حربہ کے مقابلہ میں مغرب کچھ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود محتاج ہے ایک رب کا۔ جب تم رب کو ہی اپنا وکیل بنالو گے اور اُسے خوش کر لو گے تو مغرب کیا کر سکتا ہے

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ لوگ تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کی وجہ سے تکلیفیں دیتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے ملامت کرتے ہیں۔ لیکن تم ان کی باتوں کی پرواہ نہ کرو۔ اور صبر اختیار کرو۔

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ اور ان کو اچھی طرح چھوڑ دو۔ کوئی سوال کر سکتا ہے کہ جب چھوڑنا ہوا تو اچھی طرح چھوڑنے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک لطیف نکتہ ہے۔ اس سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر احمدیوں کو کفر کا فتوے اس شرط پر دیا کہ ہم تمہیں کافر نہیں کہتے تم خود حدیث کے ماتحت مجھے کافر کہہ کر کافر بنتے ہو اس سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو کوئی کافر کہہ کر کافر بنتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام منکرین کو دو طرح پر کافر کہہ سکتے تھے۔ اوّل یہ کہ لوگوں کو کہتے کہ میں نبی ہوں۔ تم چونکہ مجھے نہیں مانتے اسلئے کافر ہو۔ یہ ایک لمبی بحث تھی۔ کیونکہ لوگ کہتے کہ تم اوّل اپنا نبی ہونا ثابت کرو پھر ہم کو کافر کہنا۔ دوسرا یہ طریق تھا کہ ان کے مسلمہ مسئلہ کے ذریعے ہی ان کو کافر کہا جاتا کہ تم چونکہ میرا انکار مجھے کافر سمجھ کر کرتے ہو۔ اس لئے تم خود ہی حدیث کے ماتحت کافر ہو۔ انبیاء ہمیشہ وہی طریق اختیار کرتے ہیں کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی وہی طریق اختیار کیا۔ جس سے لوگوں کو کسی قسم کی چون وچرا کی گنجایش نہ رہی۔

هَجْرًا جَمِيْلًا کے یہ معنے ہیں کہ قطع کرنے میں ایسا رنگ اختیار کرو۔ اور ایسی خوبصورتی سے انقطاع کرو۔ کہ جس سے علیحدگی بھی ہو جائے اور الزام بھی دشمن پر ہی رہے۔ دوسرے یہ معنے ہیں کہ ایک انقطاع اس قسم کا ہوتا ہے کہ بالکل علیحدگی اختیار کر لی جاتی ہے۔ خواہ کوئی مرے یا ڈوبے پھر اس کو مدد نہیں دیجاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس قسم کے انقطاع کا حکم نہیں فرماتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قطع تعلق کی غرض یہ رکھی ہے کہ لوگوں کی بدیوں سے بچنے اور انکے فساد اور شر سے محفوظ رہنے کے لئے قطع کرنا چاہیئے۔ پس فرمایا۔ **وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا**۔ یعنی عمدہ طور پر انقطاع کرو۔ جس کا یہ مطلب ہو کہ تبلیغ اور ہدایت کو ترک نہ کرو۔ اور دوستی قطع کر دو کیونکہ اگر اس طرح چھوڑ دیا جائے کہ پھر پوچھا ہی نہ جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ بالکل گمراہ ہو جائینگے۔ اور وہ انقطاع ہجر جمیل نہیں ہوگا۔ ہجر جمیل وہی ہے جس کا نتیجہ اچھا نکلے۔ اور وہ اسی طرح ہے کہ دوستی نہ کی جائے اور تبلیغ بھی ترک نہ کیجائے۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝ پھر جب ان سے گہرے تعلقات نہ رہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس طرح تو آپس میں عداوت ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ فساد اور تکلیف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم ہمارے حکم کے ماتحت ان کو چھوڑو گے۔ تو ان بڑے بڑے لوگوں کو میرے حوالے کر دو پھر میں جانوں اور ان کا کام جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ اور ان کو چھوڑ دو ہم آپ فیصلہ کر لینگے تم اپنا کام کئے جاؤ۔ اور انکی کوئی پرواہ نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کے اس وعدہ سے چونکہ مؤمنوں کو دلیری ہو جاتی تھی کہ خدا نے کہا ہے کہ ان کو میرے سپرد کردو اسلئے بس اب یہ پس جائیں گے۔ لیکن جب وہ ایک دو سال تک تباہ نہ ہوتے۔ تو انکو ابتلاء آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مھلھم قلیلا کہ میں نے کافروں کو تباہ تو کرنا ہے۔ لیکن تم یہ بھی یاد رکھنا کہ میں ان کو کچھ مدت تک ڈھیل دونگا کیونکہ اس میں میری ایک غرض ہے یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کو اور ہم کو فرمایا کہ ہم کافروں کو ڈھیل دینگے۔ تم اس ڈھیل سے گھبرا کر ہمارے حضور ان کے

سلئے بددعائیں نہ کرتا کیونکہ تم نے تو ان کو میرے سپرد کردیا ہے۔ اسلئے میں ان کا انتظام کرونگا۔ اس آیت پر دو سوال اُٹھتے ہیں۔ اول یہ کہ کیوں کافروں کو خدا کے سپرد کیا جاوے۔ دوسرا یہ کہ ان کو کیوں ڈھیل دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتا ہے۔

إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ۝ — تم ان کو اسلئے میرے سپرد کردو کہ جو دکھ ہم انکو دے سکتے ہیں۔ وہ تم نہیں دے سکتے ہمارے پاس انکال ہیں۔ ہم ان کے ہاتھ پاؤں جکڑ دینگے۔ جب لڑائی ہوتی ہے تو بہادر آدمی بہادر سے اور کمزور کمزور سے مقابلہ کرتا ہے۔ کیونکہ جو زیادہ زور آور ہو وہی دشمن کو زیادہ تکلیف دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے پاس بڑی بڑی سخت سزائیں ہیں جو کہ تمہارے پاس نہیں۔ میرے پاس بیڑیاں اور جحیم یعنی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ جس میں ان کو جکڑ کر ڈالدیا جائیگا۔ اسلئے ان کو میرے ہی سپرد کردو ٭

انکال۔ نکل کی جمع ہے۔ بیڑیاں۔ گلے کی زنجیریں۔ لگامیں جو منہ میں ڈالی جاتی ہیں

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝ — اور ہمارے پاس ان کے لئے ایک ایسا کھانا ہے جو کہ انکے حلق سے نہیں اُتر سکیگا ٭

طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ کے دو معنے ہیں (۱) ایسا کھانا جو حلق میں پھنس جائے (۲) ایسا کھانا جو بجائے راحت کے رنج والم اور غم وہم کا باعث ہو۔ اور ہمارے پاس دکھ والا عذاب ہے۔ چونکہ ہمارے پاس بڑے بڑے عذاب ہیں جو تمہارے پاس نہیں اس لئے ان کو ہمارے حوالے کردو۔ بس یہی وجہ ہے۔ کافروں کو خدا تعالیٰ کے حوالے کرنے کی۔ اور کافروں کو ڈھیل دینے کی یہ وجہ ہے کہ ہم ان کو رفتہ رفتہ عذاب دیکر مارنا چاہتے ہیں۔ ڈھیل سے ہماری غرض ان کو چھوڑنا نہیں بلکہ ہم انکی مار مار کر جان نکالیں گے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو تکلیف کے وقت موت کو پسند کرتے ہیں کیونکہ درد کی گھڑیاں موت سے زیادہ کٹھن ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس طرح ان کی جان نکالیں گے۔ اس لئے تم نے گھبرانا نہیں اور یہ ان کو یونہی عذاب نہیں دیئے جائینگے۔ چونکہ ایسی ہی تکلیفیں مسلمانوں نے برداشت کی ہیں۔ اسلئے ان کے مقابلہ ان کو بھی عذاب دیئے جاوینگے۔ مؤمن اپنے موٗنھ میں لگام دیتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے جھوٹ نہ بولو۔ غیبت نہ کرو۔ گالیاں نہ دو۔ اس لئے مؤمن ان سے بچتا ہے۔ مؤمن دنیا میں خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند ہوتا ہے اور اپنے آپ کو ان احکام میں جکڑتا ہے۔ لیکن کافر آزاد ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ زنا نہ کرو۔ لیکن بدکار آدمی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو۔ لیکن وہ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ کسی کو دُکھ نہ دو۔ لیکن وہ دیتا ہے۔ اسکے مقابلہ میں مومن اپنے اُوپر قید وارد کرتا ہے۔ کافر دنیا کے آرام و آسائش سے حظ اُٹھاتا ہے اور خوب موٹا تازہ ہوتا جاتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں مؤمن عشق آلہی کی آگ میں جلتا رہتا ہے کافر بڑے مزے سے دنیا میں کھانے کھاتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں مؤمن کھانا کھاتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں ایسی تڑپ ہوتی ہے جو کہ اسے کھانے کا مزا نہیں آنے دیتی۔ یہ سب تکلیفیں چونکہ مؤمن اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔ اور کافر آزاد ہی نہیں رہتا بلکہ ایسے مؤمن کو تکلیفیں دیتا ہے۔ اسکے بدلے خدا تعالےٰ کفار کو کئی گنا بڑھ کر دُکھ اور تکلیفیں دیتا ہے ٭

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝ — جس دن کہ انکو عذاب دیا جائیگا۔ زمین اور پہاڑ ہل جائیں گے ٭

جبل۔ بڑے بڑے آدمی۔ کثیب۔ ٹیلا۔ مہیل۔ بھربھرا۔ گر جانے والا۔ بہ جانے والا۔

جس طرح بھربھری زمین پر قدم رکھنے سے مٹی گرنی شروع ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جب عذاب آئے گا تو بڑے بڑے آدمیوں کی طاقتیں زائل ہونی شروع ہوجائیں گی۔ اور وہ تباہ ہوجائیں گے ٭

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝ — اے لوگو! ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، جو تمہارے لئے گواہی دینے والا ہے یہ اسی طرح بھیجا ہے۔ جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ فرعون نے اس کا مقابلہ کیا۔ لیکن سکھ نہ پایا ٭

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝ — دیکھو فرعون نے اس رسول کا انکار کیا تھا اس لئے ہم نے اس کو بڑی سخت عذاب میں مبُتلا کردیا ٭

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ — جب فرعون جیسے بادشاہ نے موسیٰ رسول کا مقابلہ کرکے تکلیف اُٹھائی۔ اور وہ سکھ نہ پا سکا۔ تو تم جو اس رسول کا مقابلہ کرتے ہو۔ کس طرح عذاب سے بچ سکتے ہو یعنے اگر تم نے رسول کا انکار کیا تو اس دن کے عذاب سے تم کس طرح بچ سکوگے جس دن کہ بچے بھی بوڑھے ہوجائیں گے۔ جو شخص آنے والی مُصیبت سے انکار کرتا ہے وہ کب اس سے بچ سکتا ہے۔ کیونکہ حفاظت کے سامان تو وہی کریگا جو پہلے مان لیگا کہ ہاں کوئی عذاب آئیگا۔

بچے بوڑھے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جب عذاب آئیگا تو ان کی طاقتیں زائل ہو جائیں گی (۲) بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس میں نشوونما پانے کی طاقتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بچوں کے زخم بہت جلدی بھر جاتے ہیں۔ لیکن بوڑھوں کے زخم بہت طول پکڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے اندر جو نشوونما پانے کی طاقتیں ہونگی۔ ان کو زائل کردیا جائے گا۔ تمہارے بچے بوڑھوں کی طرح ہوجائینگے (۳) پھر یہ بھی ہے کہ اگر کسی پر بڑی سخت مصیبت پڑے تو وہ جلدی بوڑھا ہوجاتا ہے۔ اور اس کے بال سفید ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم پر ایسی خطرناک مُصیبت پڑے گی کہ تمہارے بچے جوانی میں ہی بوڑھے ہوجائیں گے۔ یوماً سے مُراد عذاب یوم ہے ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء کو دیا

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدًا علیہ حقًا فی التوریۃ والانجیل والقرآن ط ومن اوفیٰ بعہدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ ط و ذٰلک ہو الفوز العظیم ٥ التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین ٥

چونکہ جلدی ہی دونوں سکولوں میں رخصتیں ہونیوالی ہیں اور غالباً اسی ہفتہ میں ہمارے بعض اُستاد اور سب بچے اپنے گھروں کو جاویں گے۔ اس لئے میں نے وہ ترتیب جو شروع ہوئی تھی اُسے چھوڑ کر چاہا۔ کہ بچوں کو کچھ نصایح کردوں۔

دنیاوی تجارت

دنیا میں قسم قسم کی بیعیں ہوتی ہیں اور بڑا بیوپار اور تجارت ہورہی ہے یوروپ کا سارا زور تجارت پر ہے اس زمانہ میں تجارت کا اتنا زور ہے کہ اُس کی وجہ سے بعض مفید اور نیک باتیں دنیا سے مفقود ہیں۔ مثلاً مہمان نوازی یہ ایک اعلیٰ وصف تھا۔ لیکن یوروپ میں کوئی کیسا عزیز اور دوست کیوں نہ ہو اسے ہوٹل میں اترنا پڑتا ہے۔ اور کھانے پینے کا بل اس کے سامنے پیش کر دیا اور پیسے وصول کر لئے جاتے ہیں۔

اور اس زمانہ میں ہر ایک ذلیل سے ذلیل چیز کی بھی بیع ہورہی ہے۔ حیرت کا مقام ہے۔ شہروں میں اب پاخانہ بھی فروخت کیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی ذرا بھر نفع دینے والی چیز ہوگی۔ جھٹ اُسے فروخت کردیا جائیگا۔

تم یہاں سے چلو گے۔ تو یہیں سے تم بیع میں لگ جاؤ گے یکہ والے سے بیع۔ ریل میں۔ پھر سٹیشنوں پر جاکر مختلف قسم کی بیعیں ہونگی۔ برف۔ مٹھائی مختلف قسم کے میوے اور مختلف قسم کی اور چیزیں ہونگی۔ جن کی تم بیع کروگے۔ لیکن یہ وقتی بیعیں ہونگی یہ سب چیزیں جو تم لوگے۔ کچھ تو گھر پہنچتے پہنچتے تمہارا جزو بدن ہوچکی ہونگی۔ کچھ فضلہ بنکر تم سے الگ ہوں گی۔ پھر جو چیزیں تم گھروں میں لے کر جاؤ گے۔ وہ تم اپنے بھائیوں اور عزیزوں کو دوگے۔ بچوں کو دوگے۔ وہ بھی انہیں کھا کر ختم کردیں گے یا لوگ بھاگے بھاگے اِدھر سے اُدھر۔ اُدھر سے اِدھر پھرتے ہونگے۔ ان کی غرض یہ ہے کہ انکی چیزیں بک جائیں۔ اور وہ اس کے بدلے میں روپے پیسے لیں۔ وہ چیزیں بھی پھر تمہارے پاس نہ رہینگی۔ بلکہ تمہارا وہ جزو بدن ہونگی۔ یہ تو ہیں وقتی بیعیں۔ جو فنا ہونیوالی اور محدود ہیں

خدائی تجارت

لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک بیع بتلاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسہم واموالہم خدا فرماتا ہے۔ ہم تم سے ایک بیع کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تم ہمارے پاس اپنے نفس اور اموال بیچدو۔ اور تمہیں اس کے بدلے میں ہم ایک کبھی ختم نہ ہونیوالی چیز دیتے ہیں۔ دنیا کی خرید و فروخت کی چیز زیادہ سے زیادہ کچھ سالوں تک جائیگی۔ لیکن ہم جو چیز دیتے ہیں۔ وہ کبھی ختم نہ ہوگی۔ اور اس کے بدلے میں آرام اور سکھ تم کو ملیگا۔

الٰہی اور دنیاوی بیع میں فرق

دنیا میں تو جو چیز کوئی خریدتا ہے۔ یا بیچتا ہے۔ تو وہ اپنے پاس سے ایک چیز دیکر دوسرے کے پاس سے اُس کی محنت لیتا ہے۔ بیچنے والا ایک چیز اپنی محنت کے ذریعہ پیدا کرتا پھر اُسے بیچتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انسان کو بغیر اس کی محنت و مشقت کے ایک چیز دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے اچھا یہ چیز ہمارے پاس بیچدو۔ ہم تمہیں اس کے بدلے میں ایک غیر فانی چیز دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خود ناک۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سر۔ منہ غرض تمام اعضاء عنایت کئے۔ اور مال بھی اپنے پاس سے دیا۔ لیکن پھر وہ انسان کو کہتا ہے یہ چیز بیچدو۔ اسکے بدلہ میں میں تمکو ایک اعلیٰ چیز دونگا۔ کیا تم بتلا سکتے ہو۔ کہ اس بیع میں کوئی نقصان ہے؟ نادان ہے وہ شخص جو اس بیع کے کرنے سے ہچکچائے۔

پھر اس بیع میں اور عجائب ہیں۔ کوئی انسان جب کوئی چیز خریدتا ہے۔ تو اسے اپنے گھر بھیجتا ہے۔ اور اسے اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انفس و اموال کو خرید کر فرماتا ہے۔ اچھا تم اسے اپنے پاس رکھو۔ اور اپنے استعمال میں لاؤ۔ ہاں جب کبھی ہم کوئی حکم تمکو کریں۔ تم وہ ادا کردینا۔ باوجود اس کے کہ تم وہ چیز بیچ چکے ہو۔ لیکن پھر تمہیں دیدی۔ کہ تم اس سے فائدہ حاصل کرو۔ ہاں ہمارا حکم کوئی ہو۔ اُسے مان لینا اور پھر اس کو جہاں چاہو۔ استعمال کرلینا۔ نفس بک کر آسمان پر نہیں چلا جاتا۔ بلکہ ہمارے ہی پاس رہتا ہے۔ ہم تمام اعضاء کو استعمال کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خدا کوئی حکم دے۔ تو اسے ماننا ہوگا۔ یہ تو اس بیع کے عجوبے اور اسکے نفعے بتلائے۔ اب کام فرماتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔

جو کام ہمیں کرنا چاہیئے

یقاتلون فی سبیل اللہ نفس و اموال کسطرح خریدے جاتے ہیں۔ وہ کسی خزانے میں داخل نہیں ہوجاتے۔ بلکہ ہمارے پاس ہی رہتے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ مومن کو خدا کے رستے میں لڑنا چاہیئے اور اُس کی عظمت و جلال قایم کرنے اور اسے ثابت کرنے کے لئے کوشش کریں۔

ان شریروں کا مقابلہ کریں۔ اور اگر وہ دین حقہ کو تلوار سے مٹانا چاہیں۔ تو یہ تلوار کو اُن کے مقابل پر چلائیں۔ اور خدا کی عظمت کو ظاہر کریں۔ اور اگر وہ مال یا جان یا کتب کے شایع کرنے سے مقابلہ کریں۔ تو مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ ان کا مقابلہ جان مال کتب کے شایع کرنے سے کرے۔ پھر مقابلہ پر تو بعض لوگ مارے جاتے ہیں کبھی کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ یا دشمن مار دے۔ مگر مومن اپنے مارے جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔

بارہا آزمایا ہوا عہد

یہ وعدہ کوئی نیا تم سے ہی نہیں بلکہ یہ وعدہ ہم پہلے تورات میں پھر انجیل میں کرچکے ہیں۔ اور اس وعدہ کو تم تورات میں آزما چکے ہو اور انجیل میں بھی۔ جب ہم اس کو دو مرتبہ سچا کرکے دکھلا چکے ہیں۔ تو کیا اب ہم اس سے پھر جائیں گے ہم تم دو مرتبہ دیکھ چکے ہو جنہوں نے توراۃ کی پیروی کی۔ انجیل کی پیروی کی۔ وہ کامیاب ہوگئے۔ جب خدا نے دو مرتبہ اسے سچا کردیا۔ وہ اب بھی اسے سچا کر دکھلائیگا۔ (دو مرتبہ ان مخاطب قوموں کے لحاظ سے فرمایا۔ ورنہ ایسے تو ہزاروں قوموں پر یہ صادق آچکا ہے) انسان جب ایک بات کو ایک مرتبہ آزمالے تو پھر اسے اس کے کرنے میں کوئی جھجک نہیں رہتی۔ اور وہ اسے کرتے ہوئے ڈرتا نہیں۔ انسان جب ایک مرتبہ پانی پیکر دیکھ لیتا ہے۔ کہ پانی نے پیاس کو بجھا دیا۔ تو اب اسے دوبارہ کبھی اس بات میں تامل نہیں رہیگا۔ کہ پانی پیاس بجھاتا ہے یا نہیں۔ اور جب دیکھتا ہے کہ روٹی سے پیٹ بھر جاتا ہے۔ تو اُسے کبھی شک نہ ہوگا۔ کہ روٹی سے پیٹ نہیں بھرتا۔ تو خدا نے جب دو مرتبہ اس وعدہ کو سچا کرکے دکھلا دیا تو اب اسکے ماننے میں انکار کی گنجائش نہیں رہیگی۔ اور اسے یقین کرنا چاہیئے۔

یہ بیع بہرحال مفید ہے

فَاسْتَبْشِرُوْا۔ پس لوگو! تم اپنی اس بیع پر خوش ہو۔ یہ ایک دنیا میں عظیم الشان کامیابی ہے۔ لوگ دنیا میں آٹھ آٹھ دس دس روپے کے بدلے سر کٹواتے ہیں۔ لیکن وہ تنخواہیں اور وہ وعدے جو دنیاوی گورنمنٹ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ وہ محدود ہوتے ہیں وہ موت سے پہلے پہلے کیلئے ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے احسان اور اُس کے انعام صرف اسی دنیا تک کیلئے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مرنے سے پہلے بھی ملتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد وہ اور زیادہ زور سے ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں ایک سپاہی کو ایک گولی لگی ہو تو گورنمنٹ کے انعاموں سے محروم کر سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے اسے کوئی چیز محروم نہیں کر سکتی۔

انعام لینے کے طریق

پس تم یہ انعام لینا چاہتے ہو۔ تو اَلتَّآئِبُوْنَ تائب (خدا کی طرف جھکنے والے) بن جاؤ۔ لوگ بعض کو بڑے سمجھ کر اُن کی طرف جھکتے ہیں لیکن مومن وہی ہے جو خدا کی طرف جھکے۔

اَلْعٰبِدُوْنَ تم خدا کے فرمانبردار بن جاؤ۔ اور اس کی اطاعت میں لگ جاؤ۔ اسلام کا خدا ایسا خدا نہیں ہے جو غلطی کو معاف نہ کرے۔ بلکہ جو خدا اسلام نے پیش کیا ہے۔ اگر تم سے کوئی غلطی ہو جائے۔ تو تم اس کی طرف جھکو۔ اور اُس کی فرمانبرداری کرو۔ وہ تمکو معاف کر دیگا۔ تم اُس کی اطاعت کرو۔ اطاعت دو قسم کی ہے۔ ایک انسان ہے جو اطاعت کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا رہتا ہے۔ کہ مجھ پر ظلم ہو رہا ہے۔ ایک اطاعت یہ ہے کہ انسان اطاعت کرے۔ اور اسے ظلم پر محمول نہ کرے۔ مومن خدمت کر کے اَلْحَامِدُوْنَ خدا کی حمد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق دی۔ اور اپنے خدام میں شامل کیا۔ نہ کہ چڑے بلکہ اطاعت کرے اور ساتھ حمد بھی کرے۔ پھر اس پر بس نہیں بلکہ اَلسَّآئِحُوْنَ۔ نفس پر دکھ بھی جھیلتے ہیں۔ اور روزے رکھتے ہیں۔ لوگوں سے قطع تعلق کر کے ایک طرف ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اللہ کی خدمت اور فرمانبرداری کے لئے سفر کرتے ہیں۔ پھر اَلرَّاكِعُوْنَ۔ وہ علیحدہ ہو کر اللہ کی عبادت کیلئے جھک جاتے ہیں۔ صرف جھکتے ہی نہیں۔ بلکہ اَلسَّاجِدُوْنَ بالکل گر ہی جاتے ہیں۔ اور جب ان کے نفس اس حد تک پہنچتے ہیں۔ تو وہ اس سے ترقی کر کے اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ لوگوں کو نیک باتوں کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ صرف اپنی جان کیلئے لوگوں کو امر بالمعروف نہیں کرتے۔ بلکہ دنیا میں امر بالمعروف تو بہت ہی آسان ہے نہی عن المنکر مشکل ہے اس لئے مومن اَلنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ نہی عن المنکر بھی کرتے ہیں۔ بمبئی میں میں نے دیکھا ہے۔ کوئی مولوی اگر وعظ کرنے لگے۔ تو اُسے کہدیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب یہاں (اگر روپے لینے ہیں تو) سود پر تقریر مت کرنا۔ اور جو باتیں ہم کرتے ہیں۔ اُن سے روکنے کیلئے وعظ مت کرنا۔ ہاں ویسے وعظ نصیحت کرو اور نماز روزہ کی تاکید کردو۔ تو لوگوں کو اُن کے قصوروں پر مطلع کرنا اور اس سے روکنا مشکل امر ہے۔ پھر اسکا صرف یہی کام نہیں جب وہ یہاں تک پہنچے۔ تو اُسے وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ Police man (پولیس مین) کیطرح چوکس رہنا چاہئیے۔ اور ہوشیاری سے کام کرنا چاہئیے۔ کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو توڑے نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کو قائم کرواتے رہتے ہیں۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایسے مومنوں کو خدا تعالیٰ کیطرف سے بشارت ہے۔

لڑکوں کو نصیحت

تو تم رستے میں کئی طرح کی بیعیں دیکھو گے لیکن خوب یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ بھی ایک بیع تم سے کرتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جو اپنا نام مسلمان رکھتا ہے وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ کہ میں نے خدا سے یہ بیع کی۔ پس تم اس بات کا خیال رکھنا کہ تم اس پر کتنا عمل کرتے ہو۔ تم نے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ تم اب قادیان سے جاتے ہو۔ لوگ تمھیں دیکھیں گے کہ تم اس معاہدہ کے کتنے پابند ہو۔ اور وہ دیکھیں گے۔ کہ تم وہاں سے کیا سیکھ کر آئے ہو۔ اور تم ان شرائط کی کس حد تک پابندی کرتے ہو۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم سے غلطی ہو نہیں سکتی۔ ہاں اگر تم سے کوئی غلطی سرزد ہو بھی جائے۔ تو فوراً اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور گھبراؤ نہیں۔ جب غلطی ہو فوراً خدا کے سامنے جھک جاؤ۔ اور اس سے معافی مانگ لو۔ انسان گرتا ہی سوار ہوتا ہے۔ جو کبھی سوار ہی نہیں ہوا۔ وہ گریگا کیسے۔ اور وہ میدان جنگ کا سپاہی کیونکر بنے گا۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎ گرتا ہی شہسوار ہی (رآگے خدا جانے کیا ہے)* وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنوں کے بل چلے۔

اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ ہی کیطرف خیال رکھو۔ اور عبادت کیطرف خیال رکھو۔ اور کڑھو نہیں بلکہ اَلْحَامِدُوْنَ خدا کی حمد کرتے رہو اور اسی کی حمد کر کے اٹھو۔ نماز روزہ وغیرہ ادا کرو۔ دین میں سستی مت کرو اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ کہ اس نے تمہیں ایسے والدین دیئے جو دین کے خادم ہیں۔ خود کام کرو۔ تو بھی الحمد للہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی جو بات امر الٰہی کے خلاف ہے۔ اور لغو ہو۔ اُسے فوراً ترک کر دو۔ اور فوراً اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور خدا کے احکام کے پورا کرنے میں لگ جاؤ۔ اَلسَّاجِدُوْنَ وَ اَلرَّاكِعُوْنَ تمہارا سر ہمیشہ اسی کے دروازے پر جھکا رہے پھر بالکل اسی کی طرف جھک جاؤ۔ کوئی دوسری جگہ ایسی تمہاری نگاہ میں نہ ہو۔ جو خدا کے سوا ہو۔ وہ شخص جو ایک خدا کو نہیں مانتا اُسے مختلف دروازوں پر جانا پڑیگا۔ لیکن ایک مسلمان اور مومن انسان کو کبھی یہ امید نہیں چاہئیے۔ کہ اسے کسی اور جگہ سے بھی ملیگا۔

ایک تمثیل

ایک عابد تہا۔ جو پہاڑ میں رہا کرتا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اس کا رزق پہاڑ ہی میں پہنچا دیتا تہا۔ ایک دن اسے روٹی نہ ملی۔ اس نے صبر کیا۔ دوسرے دن نہ ملی۔ پھر صبر کیا۔ تیسرے دن نہ ملی۔ تو وہ اس پہاڑ سے اتر کر ایک شہر میں چلا گیا۔ وہاں سے سوال کر کے اس نے تین روٹیاں حاصل کیں۔ جس مکان کے مالک سے اس نے روٹیاں لیں۔ اُس کا کُتا اس فقیر کے پیچھے لگ گیا۔ فقیر نے اُسے آدھی روٹی ڈال دی۔ پھر اُس نے پیچھا کیا (پیچھا کیا)۔ اُس نے نصف اور ڈالدی۔ اسی طرح اس نے دو روٹیاں اُس کے آگے ڈالیں۔ پھر جو کُتے نے اُس کا پیچھا کیا۔ تو اُس نے کہا۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ دو روٹیاں تو تجھے ڈال چکا ہوں۔ پھر اس فقیر کو کشفی حالت میں اس کُتے نے کہا۔ بیحیا تو تو ہے تین دن روٹی نہیں ملی۔ تو اپنے مالک کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگنے لگ گیا۔ مجھے سات سات دن بھوکا رہنا پڑتا ہے۔ لیکن کبھی مالک کا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ نہیں گیا۔ بتا بیحیا میں ہوں یا تو؟ جو اپنے رازق کا دروازہ چھوڑ کر ایک ادنیٰ آدمی کے پاس مانگنے چلا آیا۔

سجدے کے کیا معنی

(تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مومن کو چاہئیے۔ وہ سجدے میں گر جاوے۔ رکوع میں تو انسان کی نظر پھر بھی تھوڑی دور تک پہنچ سکتی ہے۔ لیکن سجدے میں اسے سوائے سجدے کی جگہ کے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اس سے بتلایا۔ کہ مومن کو چاہئیے کہ اُس کی نظر سوائے خدا کے کسی پر نہ پڑے۔ اور اس کی توجہ صرف اُسی کی طرف ہو۔ رکوع اور سجدہ کا لفظ اسی لئے علیحدہ علیحدہ فرمایا۔ ورنہ نماز کا حکم ہی کافی تہا)

دین کے معاملہ میں کسی کی پرواہ مت کرو!

الاٰمرون بالمعروف والناھون عن المنکر پھر تم لوگوں کو امر بالمعروف کرو۔ اور بُری بات اگر دیکھو تو اس سے روکو۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ مومن اگر کسی بُری بات کو دیکھے تو چاہئیے۔ کہ اُسے اپنے ہاتھ سے روکے۔

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ نمبر ۲ کالم نمبر ۳)

* میدان ج

بُدھازم اور مسیحیت

جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں اور مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں۔ انکے لئے یہ بات کوئی نئی نہیں ہے کہ بدھازم اور مسیحیت میں بہت مشابہت ہے۔ اور یہ دونوں مذاہب بعض واقعات میں ایسی طرح ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں کہ دونوں کے مطالعہ سے انسان کو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچنا پڑتا ہے کہ مسیحیت بُدھازم سے یا بدھ مت مسیحیت سے اخذ کیا گیا ہے۔

ایک مسلمان کے لئے تو اس سوال کا حل کرنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ ان دونوں مذاہب میں سے کون مذہب دوسرے کا رہین منت ہے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان مسیحیت کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ مذہب ابتداءمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور یہ کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ کے ایک سچے نبی ہیں۔ شاید آپ حیران ہوں کہ اس عقیدہ سے مسلمان کو مذکورہ بالا سوال کے حل کرنے میں کیا مدد ملتی ہے۔ سو میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ اسے اس سوال کے حل کرنے میں بہت مدد دیتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب قرآن کریم سے حضرت مسیح کی صداقت ثابت ہو تو یہ بات بھی ثابت ہے کہ اناجیل میں جو باتیں کہ صداقت سے خالی ہیں اور جن عقاید میں شرک کی تعلیم پائی جاتی ہے وہ مسیح کا کلام نہیں بلکہ وہ باتیں کسی اور طرح اس میں داخل ہو گئی ہیں۔ پس ایک مسلمان تو نہایت آسانی سے اس سوال کا اس طرح فیصلہ کر سکتا ہے کہ بُدھازم سے مسیحیت نے ان تعلیموں کو اخذ کیا ہے اور جن جن باتوں میں یہ دونوں مذہب ایک دوسرے کی نقل کرتے ہیں۔ انہیں سے اکثر مسیحیت نے بُدھازم سے مستعار لی ہیں۔ ایک تاریخ دان کے لئے بھی یہ سوال حل کرنا کچھ بہت مشکل نہیں کیونکہ بُدھازم مسیحیت سے پانچ چھ سو سال پہلے شروع ہوئی ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ پہلے آنے والے مذہب نے اپنے بعد کے مذہب سے ایسے وقت میں کچھ نقل کر لیا ہو۔ جبکہ ابھی وہ ظاہر بھی نہیں ہوا پس اصل بات یہی ہے کہ اس زمانہ میں کہ بدھ مت اپنے زوروں پر تھا۔ اور مسیحیت ابھی اپنے ایام ابتلا میں سے گذر رہی تھی۔ مسیحی سیاح نے بدھ مذہب سے متاثر ہو کر اپنے وطن میں ان عقائد کو رائج کیا جو وہ اپنے سفروں میں ایک شاندار قوم کے مُنہ سے سُن چکا تھا۔

بُدھ مت کی پھیلی ہوئی حکومت اس کا مختلف ممالک میں رسوخ ایک مسیحی سیاح کے دل کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کافی تھا اور وہ اس میں کامیاب ہو گیا۔

بُدھ مت کی تعلیم اور مسیحی مذہب کی تعلیم میں اتحاد کے علاوہ حضرت مسیح کے وہ سوانح جو اناجیل نے دیئے ہیں ان سوانح سے بہت مشابہ ہے جو بُدھ مت والے اپنے آقا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ہم اس مختصر سے مضمون میں دونوں مصلحین کے سوانح میں جو اتحاد پایا جاتا ہے اسی کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

اناجیل کہتی ہیں کہ مسیح دُنیا کو آزاد کرنے کے لئے اپنی خوشی سے آسمان سے نازل ہُوا اور بُدھ مت بھی یہی بتاتا ہے کہ بُدھ دنیا کو آزاد کرنے کے لئے اپنی خوشی سے آسمان سے زمین پر نازل ہُوا۔

اسی طرح بدھ مذہب کی کتب سے پایا جاتا ہے کہ بُدھ آخری اُوتار تھا جو بہت سے اوتاروں کے بعد دنیا کو گناہ اور غم سے نجات دینے کے لئے آیا اور جب ہم اناجیل کو دیکھتے ہیں۔ تو انمیں بھی مسیح کی نسبت یہی بات لکھی پاتے ہیں کہ خدا کی طرف سے بہت سے نبی آئے لیکن دنیا گناہ سے نہ بچ سکی۔ آخر خدا نے اپنا بیٹا بھیجا کہ تا وہ معاملہ کو وصول کرے اور اس کے ذریعہ سے گناہ دنیا سے مٹا دیا گیا۔

اسی طرح مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ایک کنواری سے جو یوسف نامی ایک شخص کی منگیتر تھی۔ پیدا ہُوا اور بُدھ کی نسبت بھی یہی لکھا ہے کہ وہ ایک بیاہی ہوئی عورت سے پیدا ہُوا لیکن وہ آسمان سے نازل ہُوا تا دنیا پر ظاہر ہو نہ کہ کسی انسان کا بیٹا تھا۔

حضرت مسیح کی پیدائش کی نسبت بھی لکھا ہے کہ جب اس کی والدہ سفر میں تھیں تو ان کے ہاں بچہ پیدا ہُوا۔ بُدھ کی کتب بُدھ کی پیدائش کا بھی یہی حال بیان کرتی ہیں کہ وہ اس وقت پیدا ہُوا جبکہ اس کی ماں اپنی ماں کے گھر جا رہی تھی بُدھ کی پیدائش کی نسبت لکھا ہے کہ جب وہ پیدا ہُوا تو آسمان پر دیوتا گائے کہ آج ایک لڑکا پیدا ہُوا ہے جو بنی نوع انسان کو خوشی اور آرام پہنچائیگا جو تاریک مقامات کو روشن کریگا جو اندھوں کو آنکھیں دیگا اور لوقا کی انجیل بھی مسیح کی نسبت یہی خبر دیتی ہے کہ جب وہ پیدا ہُوا تو آسمانی لشکر کی ایک جماعت اس کی پیدائش کی خبر دینے والے فرشتہ کے ساتھ خدا کی تعریف کرتی ہوئی ظاہر ہوئی۔ جو یہ کہتی تھی کہ خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہووے۔ اور اس فرشتہ نے کچھ گڈریوں سے کہا کہ سُنو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ داؤد کے شہر میں آج تمہارے لئے ایک نجات دہندہ پیدا ہُوا اسی طرح اناجیل میں مسیح کا نام امن کا شہزادہ۔ ظلمت کا دُور کرنیوالا۔ اندھوں کو اچھا کرنیوالا رکھا گیا ہے۔

اسی طرح بُدھ مت کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب بُدھ اپنے باپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو ایک بوڑھا بزرگ رو پڑا اور ان الفاظ میں اس کی بڑائی کا ذکر کیا "اس بچہ کی پیدائش سے کیسی خوشی کا سامان ہُوا ہے اب میری موت کا وقت قریب آگیا ہے"۔ (یعنی اس کی نسبت خبر تھی کہ جب تک بُدھ کو نہ دیکھے نہ مریگا جب اس نے بُدھ کو دیکھا تو اس کی عظمت کی خبر دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اب میری موت قریب ہے) لوقا کی انجیل بھی ایک ایسا ہی واقعہ بیان کرتی ہے "اور دیکھو کہ یروشلم میں شمعون نام ایک شخص تھا جو راستباز اور دیانتدار اور اسرائیل کی تسلی کی راہ دیکھتا تھا اور روح قدس اس پر تھی اس کو رُوح قدس نے خبر دی تھی کہ جب تک خداوند کے مسیح کو نہ دیکھ لے موت کو نہ دیکھیگا" مسیح کی پیدائش پر وہ ہیکل میں آیا اور بچہ کو اپنی گود میں لیکر خدا کی تعریف کر کے کہا کہ "اے خداوند اب تو اپنے بندے کو اپنے کلام کے موافق سلامتی سے رخصت دیتا ہے کیونکہ میری آنکھوں نے تیری نجات دیکھی جو تو نے سب لوگوں کے آگے تیار کی ہے قوموں کو روشن کرنیکے لئے ایک نور اور اپنی لوگ اسرائیل کیلئے ایک جلال"۔

پھر بُدھ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ جلد جلد دانائی اور قد میں بڑھتا اور اپنے استادوں کا اُستاد ہُوا۔ مسیح کی نسبت بھی یہی لفظ لکھے ہیں کہ وہ حکمت اور قد میں بڑھا اور اسیطرح لکھا ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا مسیح شاگرد ہُوا لیکن اپنے جلال میں اس سے بڑھ گیا۔

بُدھ کی نسبت بھی لکھا ہے کہ شیطان نے دنیا کی بادشاہتوں کا اُسے وعدہ دیا لیکن اس نے اُسے جواب دیا کہ میں دنیا کی بادشاہت نہیں چاہتا چلا جا مسیح کی نسبت بھی یہی واقع درج ہے۔ جب بُدھ اپنے کمال کو پہنچا تو لکھا ہے کہ اندھے دیکھنے لگے بہرے سُننے لگے لنگڑے چلنے لگے اور قیدی آزاد کئے گئے اور وہ خود روح قدس سے بھر کر کچھ کا کچھ ہو گیا مسیح کی نسبت بھی اناجیل یہی دعویٰ کرتی ہے۔

غرض کہ بُدھ اور مسیح کی زندگیوں میں اسقدر اتحاد پایا جاتا ہے کہ [illegible] کو الگ کر دیا جائے تو دونوں سوانح ایک ہی شخص

من انصاری الی اللہ۔

میرے عزیز دوستو! تبلیغ کا کام جسقدر اہمیت رکھتا ہے۔ میں اُسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس وقت کل دنیا طرح طرح کے گندوں میں مُبتلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ کرنیوالے بہت کم لوگ ہیں۔ خود مسلمان دین سے ایسے غافل ہیں کہ ان کو اسلام کے مغز سے تو الگ اس کے قشر سے بھی واقفیت نہیں رہی۔ پھر بیرونی حملے جس زور سے ہو رہے ہیں ان کا مقابلہ اور بھی مشکل کام ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ کا ہی ہاتھ اسلام کو بچا سکتا تھا اور اسی نے اپنے فضل سے ایک مامور بھیجکر اسلام کی حفاظت کا سامان کیا ہے لیکن قدیم سے سنت اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے اخلاص کے ظاہر کرنے کے لئے انہیں بھی دین کی خدمت کا موقعہ دیتا ہے تا خبیث طیّب سے الگ ہو جائے اور نیک بد سے جُدا ہو جائیں۔ اور اس جماعت میں سے سب سے زیادہ قرب الٰہی کے وہ لوگ مستحق ہوتے ہیں جو اپنے نفوس کو پورے طور پر عتبۂ شاہی پر قربان کر دیتے ہیں۔ اور یہی لوگ منظفر و منصور ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی ابدی رحمتوں کے وارث ہو کر بارگاہ الٰہی سے عزت و شرف کی خلعت پاتے اور آسمان پر ان کا نام مقربان بارگاہِ الٰہی میں لکھا جاتا ہے۔ بس اسی سنت اللہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی ہماری جماعت کو ان عزتوں کے حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے جو پہلی قوموں کو مل چکی ہیں۔ اور اب بھی رحمت الٰہی کے دروازے اسی طرح کھل گئے ہیں۔ جس طرح پہلے کھُلے ہوئے تھے بس وہ لوگ جن کے دلوں میں خدمت اسلام کا جوش ہے۔ ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے ربّ کے فضلوں کے وارث ہوں اور آسمانی فوج میں اپنا نام لکھوائیں اس وقت مجھے ایسے ہی چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنے دل میں اللہ تعالےٰ کے احکام کے نفوذ کا جوش رکھتے ہوں یہ نوجوان ایسے ہونے چاہئیں۔ جو انٹرنس تک تعلیم پا چکے ہوں۔ فیل شدہ ہوشیار طلباء کو بھی امتحان لے کر موقعہ دیا جا سکتا ہے یہ نوجوان ایسے ہوں۔ جو دین اسلام کی خدمت کے لئے دن کو دن اور رات کو رات نہ خیال کریں۔ بہت تھوڑے گذارہ پر اوقات بسری کر سکیں۔ اخلاص اور محبت سے کام کریں۔ ایسے نوجوانوں کے مختلف حصہ کر کے بعض کو مسیحی مذہب کے مقابلہ کے لئے تیار کیا جاوے گا۔ بعض کو آریہ مذہب کے مقابلہ کے لئے۔ بعض کو سکھ مذہب کے مقابلہ کے لئے۔ بعض کو جینیوں۔ بعض کو سناتن دھرمیوں اور بعض کو بدھوں کے مقابلہ کے لئے تعلیم دی جاوے گی۔ ایک دو سال تک ان کو ان مذاہب کی تعلیم کے ساتھ خود اسلام کی تعلیم دے کر خدمت اسلام پر مختلف مقامات پر مامور کیا جاوے گا۔ بس جو مخلصین کہ اس موقعہ پر السابقون الاولون میں داخل ہو کر ثواب حاصل کرنا چاہیں بہت جلد مجھ کو اطلاع دیں۔ اور قادیان آنے کے لئے تیار ہو جاویں۔ میرے پیارو! لوگ چند روپیوں کے لئے اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں۔ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ احمدی جماعت میں ایسے لوگوں کی کمی ہوگی جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیں۔ خوب یاد رکھو کہ جو قوم قربانی نہیں کر سکتی وہ ترقی بھی نہیں کر سکتی۔ غریب طلباء کو ایام تعلیم میں کسی قدر وظیفہ بھی مل سکیگا ؛

خاکسار۔ میرزا بشیر الدین محمود احمدؐ

قادیان میں رہنے کے شائقین کے لئے ایک موقعہ۔

ضرورت ہے دفتر الفضل میں ایک ایسے نوجوان کی جو انگریزی کتب اور اخبارات کا اچھی طرح مطالعہ اور ترجمہ کر سکتا ہو۔ عمر بیس بچیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ علم کا شوق ہو۔ عربی زبان سیکھنے کا بھی شوق رکھتا ہو۔ دیندار ہو۔ محنتی اور کام سے نہ گھبرانے والا ہو۔ مضمون لکھنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اگر کوئی نوجوان انٹرنس فیل ہو۔ لیکن انگریزی کی اچھی لیاقت رکھتا ہو تو وہ بھی درخواست دے سکتا ہے۔ بہرحال آدمی محنتی دیانتدار اور علم کا شائق ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے مگر ایسے آدمی کی ضرورت ہے۔ جو دین کے لئے قربانی کر سکے ؛

درخواستیں بہت جلد مینیجر الفضل قادیان کے نام آنی چاہئیں ✢ ✢